655

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ THE ALFAZL QADIAN رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)
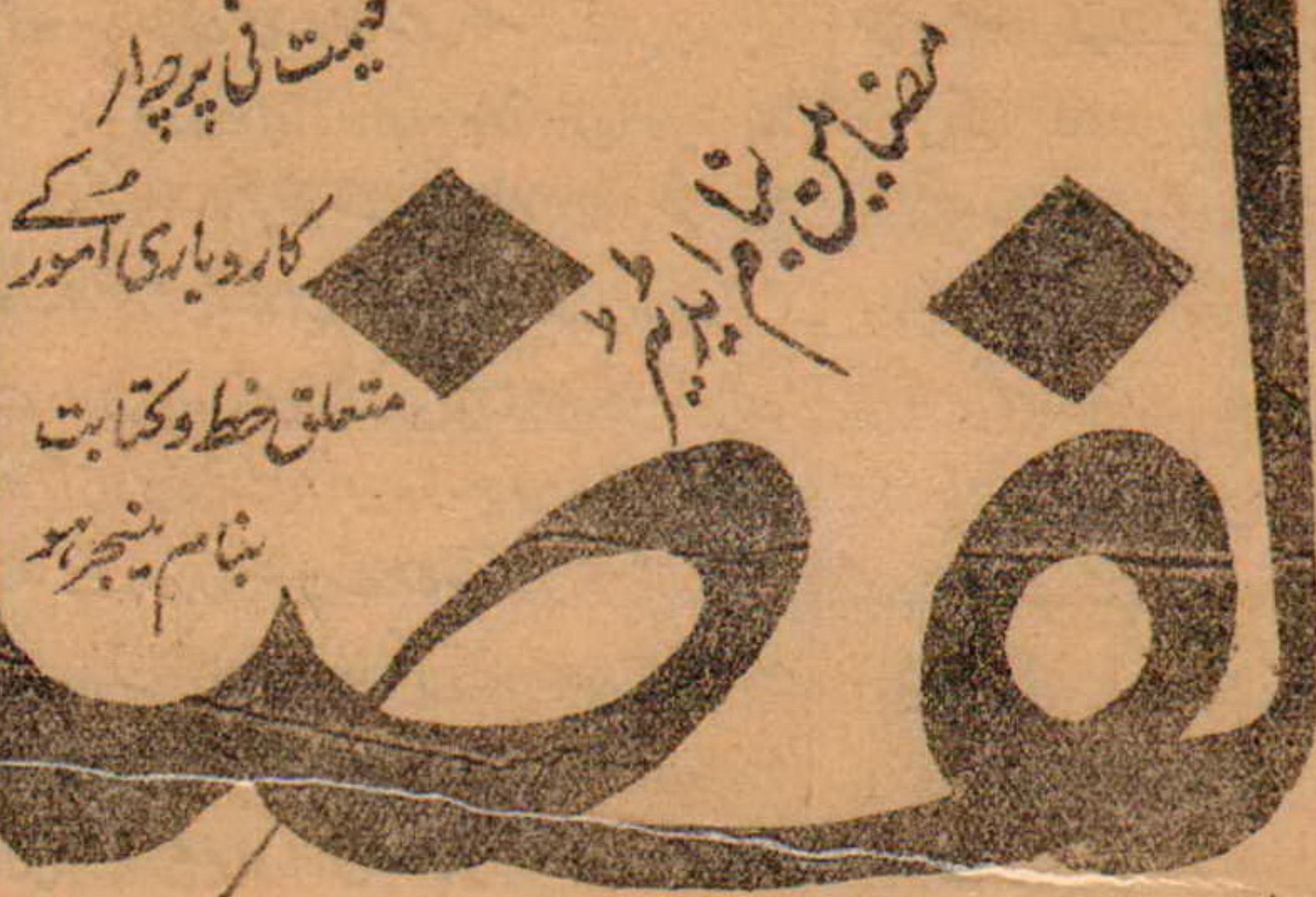
الفضل

قیمت فی پرچہ چار

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط وکتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر :- غلام نبی ۔ انچارج - مہر محمد خان

نمبر ۹۵ | مورخہ ۷ جون سنہ ۱۹۲۳ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۲۲ شوال سنہ ۱۳۴۱ھ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

ہندو ریاست بھرتپور میں حفاظت اسلام کا کام خطرے میں

بھرتپور کی پولیس کا جابرانہ رویہ۔

اسلام میں واپس آنیوالے ملکانوں سے جبری اقرار ناموں پر دستخط لئے جا رہے ہیں

مسلمان مبلغین پر فساد کے الزامات

الفضل کی پچھلی اشاعت میں ہم وہ دو تار شایع کر چکے ہیں۔ جنہیں اکرن اور چارلی گنج (علاقہ بھرتپور) کے قبول اسلام اور ہندو تھانیدار کے "تشدد" کا ذکر تھا۔ اس کے بعد ۳ جون کو مرکز آگرہ سے تفصیلی حالات پہنچ گئے ہیں جنہوں نے حالات کو اپنی پوری بھیانک شکل میں ہمارے سامنے رکھ دیا ہے۔ یہ خطوط مظہر ہیں کہ بھرتپور کی ہندو ریاست کے عمال اپنے فرائض ملک داری سے "کلیۃً" غافل اور مذہبی تعصب میں غرق ہو کر اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے پر تل گئے ہیں۔

یہ بحث اخبارات میں بارہا آچکی ہے کہ ریاست بھرتپور کا تحریک اشدھی سے کہاں تک تعلق ہے۔ جب تحریک اشدھی شروع ہی ہوئی تھی تو خود ہندو اخبارات نے بھرتپور کے حالات میں شایع کیا تھا کہ وہاں کی حکومت کو اس کام سے ہمدردی ہے۔ پھر اس علاقہ میں جب احمدی مبلغین گئے۔ تو اسی ریاست کے ہندو تھانیدار نے ان کو نکلنے کے لئے زور لگایا۔ مگر وہ نہ نکلے ہماری جماعت کے ایک وفد نے دیوان ریاست سے ملاقات کی۔ اس نے یقین دلایا کہ ریاست کا اس میں کچھ دخل نہیں۔ اور تھانیدار سے بازپرس کا بھی وعدہ کیا۔ اسی بنا پر ہم نے لکھا تھا کہ یہ محض ہندو تھانیدار کا ذاتی فعل ہے۔ ریاست اس سے اپنے آپ کو بری

ظاہر کرتی ہے۔ لیکن اب جب خدا کے فضل سے اگرن اور جارلی گنج کے لوگ دوبارہ اسلام میں داخل ہوئے تو متعصب ہندوؤں کا خون کھولنے لگا۔ اور وہ بے قرار ہو گئے۔ کہ ان کا شکار ان کے قابو سے چلا۔ پہلے اگر بظاہر ایک ہندو تھانیدار ہی کا تشدد تھا۔ تو اب ریاست کی تمام پولیس حکام بالا کے اشارہ سے چڑھ دوڑی ہے کہ مسلمان ہونیوالوں کو دوبارہ اپنے قبضہ میں لائے۔ اور باقیوں کو مسلمان ہونے سے روکے۔ اس کے لئے انہوں نے جو صورت اختیار کی ہے۔ وہ اتنی مکروہ اتنی ناپاک اور ایسی جابرانہ اور ظالمانہ اور داب حکومت اور طریق سیاست اور جہانداری کے خلاف ہے کہ اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ دوبارہ مسلمان ہونے والے ملکانوں کو مجبور کر کے اس قسم کے مضمون پر دستخط کرائے جا رہے ہیں کہ انکو لالچ دیکر فساد کر کے جبر و اکراہ سے ہمیں قبول کردہ ہندو مذہب سے برگشتہ کیا۔ اور قدیم اسلام میں لایا گیا اور احمدی مبلغین نے ناواجب دباؤ ڈالکر اور ہمیں بہکا کر برگشتہ کیا ہے۔ اور احمدی لوگ فسادی ہیں۔ وغیرہ ذالک۔ پولیس کی اس سختی سے تنگ آکر نومسلموں میں سے کچھ کمزور لوگ اسلام سے پھر برگشتہ ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ اگر لالچ ہو۔ تو اس کے ساتھ جبر و فساد کس طرح شامل ہو سکتا ہے؟ کبھی جابر اور قہار اور فسادی زبردستی بات منوانے والے بھی روپیہ کا لالچ دیا کرتے ہیں۔ یہ ایسی منطق ہے۔ جو ریاست بھرتپور کے ہندو افسروں کو ہی سوجھ سکتی ہے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ علاوہ تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہونے کے احمدی مبلغین قریباً ایک سو کی تعداد میں تمام ملکانہ علاقہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ علاقہ اضلاع متھرا۔ ایٹہ۔ آگرہ مین پوری وغیرہ پر مشتمل ہے۔ اور ان علاقوں میں سے اسپار۔ نوگاؤں۔ حسن پور۔ دیہات ایسے ہیں۔ جہاں ہمارے احمدی مبلغ متعین ہیں۔ ان میں شدھی بھی ہوئی۔ اور بعض دیہات میں سے کچھ مرتد شدہ لوگ دوبارہ داخل اسلام بھی ہوئے ہیں۔ لیکن ان دیہات میں نہ اشدھی کیوقت احمدی مبلغین نے کوئی فساد کیا نہ ملکانوں کے دوبارہ داخل اسلام ہونے کے وقت کچھ گڑ بڑ ہوئی۔ جو علاقہ گورنمنٹ انگریزی میں واقع ہیں۔ گورنمنٹ کے علاقہ میں تو احمدی لوگ فساد نہیں کرتے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ یہی لوگ بھرتپور میں جاتے ہی فسادی ہو جاتے ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ احمدیوں کے ابتدا سے آج تک کے کیرکٹر اور ان کے تمام دنیا میں پھیلے ہوئے مبلغوں کے کیرکٹر سے قطع نظر کر کے بھی اگر دیکھا جائے۔ تو یہ سوال نہایت اہم ہو جاتا ہے کہ وہی مبلغ جب سرکار انگریزی کے علاقہ میں کام کرتے ہیں جو ریاستوں کی نسبت کروڑ درجہ آزاد اور باضابطہ قانون حکومت ہے تو ان سے کوئی فساد کوئی فتنہ سرزد نہیں ہوتا۔ مگر جب وہی لوگ بھرتپور میں جاتے ہیں۔ اور یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ ریاست ہے۔ اور ریاست بھی ہندوؤں کی۔ اور پھر ریاستوں میں اس آزادی کا شمہ بھی نہیں ہوتا۔ جو گورنمنٹ کے علاقہ میں عام ہے۔ اور ریاستوں کے حکام قانون کا تتبع کرنے کی بجائے اپنے افسران بالادست یا رئیس کے منشاء پر ہی حرکت کیا کرتے ہیں۔ ان احمدی مبلغوں کی کایا پلٹ ہو گئی۔ اور وہ امن پسند صلح جو اور آشتی خواہ لوگ یکدم اس ہندو ریاست میں داخل ہوتے ہی ایسے بدل گئے۔ کہ شریر مفسد فتنہ پرداز ہو گئے۔ احمدی مبلغوں پر یہ ایک ایسا ناپاک الزام ہے جس سے حکام ریاست کو شرمندہ ہونا پڑیگا۔ بہتر ہے کہ وہ اس معاملہ میں حق و انصاف کے سررشتہ کو ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ معلوم ہوا ہے کہ جارلی گنج کے ڈوگر نے بیان دیا ہے کہ وہ لالچ کے باعث دوبارہ اسلام میں آئے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ لالچ و طمع کے وعدہ کے ساتھ جبر و اکراہ۔ اور فساد کبھی جمع نہیں ہو سکتا۔ اگر فساد ہوا تو لالچ اور طمع کی کہانی جھوٹی ہے۔ اگر لالچ و طمع کا قصہ سچا ہے تو فساد کا فسانہ بناوٹی۔

ماسوا اسکے یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ اگرن اور جارلی گنج میں کتنے احمدی موجود ہیں۔ پھر اس سارے علاقہ میں کتنے احمدی ہیں اور خود ریاست بھرتپور کے علاقہ میں کس قدر احمدی آباد ہیں۔ شمار و اعداد سے معلوم ہو سکتا ہے کہ احمدیوں کی تعداد وہاں انگلیوں پر گنے جانے کے قابل ہے۔ اور انہیں سے بھی اکثر بیرونی علاقہ سے ارتداد کے سلسلہ میں بحیثیت مبلغ کے گئے ہیں۔ غرض احمدیوں کا وہاں کوئی اثر نہیں۔ یہ لوگ نہیں جتھا نہیں۔ وہ علاقہ ان کا علاقہ نہیں۔ ...... بلکہ یہ لوگ وہاں پردیسی ہیں۔ ہاں اگر احمدی بھی وہاں کے باشندے ہوتے ان کا وہاں جتھا ہوتا تو خیال ہو سکتا تھا کہ باوجود ہمارے خیالات امن پسندی کے بھرتپور میں ان سے فساد ظہور میں آیا۔ لیکن جب ان میں سے کوئی ایک بھی بات نہیں تو ان پر فساد کا الزام کتنا جھوٹ۔ کتنا ظلم اور عقل کے خلاف ناپاک عمل ہے۔ کیا اسکے یہ معنے نہیں کہ اسوقت قانون کو ناجائز طور پر استعمال کرنے کے لئے ہندوؤں کی ریاست میں بہانے تلاش کئے جا رہے ہیں۔ مرتدین کے دوبارہ اسلام میں داخل ہونے کی تقریب پر دیگر علاقہ جات سے چند مسلمانوں کے پہنچ جانے کو بلوہ بنانا اور یہ کہنا کہ جتھا بناکر مسلمان آئے۔ اور جبراً جارلی گنج اور اگرن کو مسلمان بنا لیا۔ کہاں تک قرین انصاف ہو سکتا ہے جبکہ سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں اردگرد کے علاقوں کے ہندو لوگ اشدھی کے مواقع پر سازوسامان کے ساتھ لاٹھیوں اور بندوقوں کی نمائش کرتے ہوئے جمع ہوتے رہے ہیں۔ اگر ہندوؤں کے نزدیک اشدھی کے موقعہ پر ہزاروں ہندوؤں کا جمع ہو جانا بلوہ نہ تھا۔ تو دیگر دیہات کے چند مسلمانوں کے اس موقع پر آنے کو کیسے بلوہ کہا جا سکتا ہے ؎

غرض یہ ایسے کھلے کھلے واقعات ہیں کہ ان کی موجودگی میں انصاف کے ساتھ ہمارے مذہبی کام میں مداخلت نہیں کی جا سکتی۔ ورنہ ہندوؤں کی ریاست ہے۔ ہندو حکام ہیں۔ ہندوؤں کا زور ہے مسلمان کمزور ہیں۔ ان کا مذہب خطرے میں ہے۔ اگر ہندو حکام اپنی مطلب برآری کیلئے ناجائز طور پر قانون کا استعمال کرینگے۔ تو دنیا اس سے اندھی گونگی اور بہری نہیں ہو سکتی ہم بزور کہتے ہیں کہ ریاست بھرتپور کے ہندو حکام کو مذہبی تعصب سے مجبور ہو کر انصاف کو ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیئے ورنہ یہ مذہبی امور میں مداخلت اچھے نتائج نہیں پیدا کر سکتی ہم وہ لوگ ہیں جو خدا کے دین کو امن و امان سے پھیلانا چاہتے ہیں۔ ہم دنیا میں فساد نہیں کرنا چاہتے کیونکہ فساد کی ہمارا مذہب اجازت نہیں دیتا۔ لیکن ہم یہ بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ کہ کوئی انسانی طاقت جبر سے ہمیں ہمارے قدرتی حق سے محروم رکھے۔ یہ معاملہ احمدی مبلغوں ہی کا نہیں ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں کا ہے۔ اور وہ کبھی اسکو گوارا نہیں کر سکتے کہ ان کے دین کو یوں پامال کیا جائے ✢ وقت ہے کہ اسلامی پریس اپنے فرض سے آگاہ ہو۔ ورنہ اگر اس خطرناک وقت میں بھی خاموشی رہی۔ تو ہندو اپنی کثرت اور جتھے اور حکومت کے بل پر مسلمانوں کو مٹا ڈالینگے ؎ (نعوذ باللہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان - مورخہ ۷ ر جون سنہ ۱۹۲۳ء

مسلمانوں کی غیرتمندی سے اپیل

کیا اسپر بھی ہندوؤں کے جھوٹے ٹکڑے کھاتے رہوگے؟

غیرت! غیرت!! غیرت!!!

(کیمونی کیٹیٹ)

جنونِ عشق میں ہر چند کچھ عزت نہیں لیکن
جو کوئی طعن کرتا ہے حمیت آہی جاتی ہے

یہ زمانہ کی پرانی چال ہے کہ جو شخص جو لوگ جو قومیں تمدنی اقتصادی مراحل میں بھی غیروں سے کام نہیں لیتیں ہمسایہ قومیں اور ان سے کاروبار رکھنے والے لوگ انہیں اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھتے۔ ان کی نظروں سے ان کی وقعت اٹھ جاتی ہے۔ دوسروں پر جو لوگ اور جو قومیں بھروسہ کرتی ہیں۔ وہ ان کے نزدیک کاہل نکمی گداگر قومیں شمار ہوتی ہیں۔

وہی قومیں اور وہی لوگ عزت اور احترام کے ساتھ دوسروں کے مقابلہ میں زندگی بسر کرسکتے ہیں۔ کہ جب وہ خود بھی کچھ ہوں۔ وہ بھی کچھ کاروبار اور تجارت اور اقتصادیات رکھتے ہوں۔ پنجاب میں عموماً حصہ مسلمانوں کا زمینداری پیشہ رکھتا ہے۔ گو وہ اسوقت فیصدی ۵۰ سے کم نہیں ہیں۔ اور ان کی حالت اسوقت اگرچہ بہت اچھی نہیں۔ مگر اسوقت سے وہ کسی حد تک محفوظ ہیں۔ جب سے گورنمنٹ نے مہربانی کر کے ایکٹ انتقال اراضی جاری کر کے ان کی املاک کو بچا دیا۔ اگر یہ قانون جاری نہ ہوتا۔ تو آج فیصدی ۷۵ حصہ بانیوں کے گھروں میں ہوتا۔ باوجود اس کے بھی اب تک زمیندار بانیوں کے مقروض ہیں۔ لاکھوں نہیں کروڑوں قرضہ ان پر ہے۔ یہ کن کا قرضہ ہے۔ ان کا جو مسلمانوں کے ساتھ ضرورتاً دادوستد کرتے ہیں۔ ورنہ ان کا دھرم انہیں اجازت نہیں دیتا۔

دیہات، قصبات اور شہروں میں سوائے چند معمولی کاموں کے اور کل کام برادران وطن کے ہاتھ اور قبضہ میں ہیں۔ جن پر انہیں فخر ہے۔ اور بجا فخر ہے۔ ایک دفعہ فیروزپور شہر کے ایک مشہور ہندو وکیل صاحب نے فخر اور طعنہ کرتے ہوئے یوں کہا تھا کہ:۔

"مسلمانوں کی عیدین اور شبرات ہمارے ہاتھ میں ہیں۔ وہ کس بات پر اکڑتے ہیں" سو واقعی یہ درست کہا تھا۔ اگر ہم سوچیں۔ تو ہماری حالت واقعی یہی ہے۔ ہم برادران وطن کے بعض امور میں سراسر محتاج ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ ہم بیوپار، تجارت اور اقتصادیات سے ایک بڑی حد تک بے بہرہ ہیں۔ زمیندارہ کا سارا حصہ یا سارا گروہ زمیندارہ میں ہی مشغول رہتا ہے۔ اور جو کچھ باقی حصہ ہے۔ وہ محنت مزدوری کر کے دوسروں کے سہارے زندگی کے دن پورے کرتا ہے۔

مذہبی پہلو سے

چونکہ ہندو لوگ مسلمانوں اور عیسائیوں سے دلی نفرت رکھتے ہیں۔ اسواسطے نہ تو وہ مسلمانوں کی دکانوں سے دادوستد کرتے ہیں۔ اور نہ دوسری طرف خود مسلمان ہی ان کی طرح دکانیں رکھتے ہیں۔ سیری اور بھوک میں طوعاً و کرہاً برادران وطن ہی کی چوکھٹ دیکھیں گے اور ان کی کشادہ دلی کا یہ حال ہے کہ بقول کیسری ۱۷ رمئی سنہ ۱۹۲۳ء۔

"ہندو لوگ مسلمان سے اگر چھو بھی جائیں تو تاوقتیکہ اشنان نہ کرلیں۔ اسوقت تک وہ بھوجن نہیں کھا سکتے ایسا کرنا گناہ ہے۔"

ہمارے برادران وطن کو ہماری وجہ سے کس قدر تکلیف ہے۔ ایک بڑے رئیس ہندو کہا کرتے تھے کہ "میں صبح کے نو بجے تک مسلمان کو دیکھنا گناہ دیا تا ہوں۔" ہندوؤں نے بہت اچھا کیا کہ ملتان اور امرتسر میں کوچہ بندیاں بنالیں۔ تاکہ ناگاہ ان کی پوتر نظریں مسلمانوں پر نہ پڑیں۔ اور انہیں دن میں دو دفعہ اشنان نہ کرنا پڑے۔

ہندوؤں کی مذہبی غیرت یہ ہے۔ دھرمی نفرت کا حال یہ ہے اور مسلمان اب تک خواب اتحاد میں سوتے ہیں۔ مسلمانو! جس قوم کی نفرت اور کشادہ دلی کی یہ کیفیت ہو۔ جو قوم دوسری قوموں سے اسقدر بیزار ہو۔ کہ انکی شکل تک دیکھنا بھی انہیں گنہگار بناتا ہو۔ جو لوگ مسلمانوں سے چھو کر کے بار بار اشنان کرنے پر مجبور ہوں۔ ان پر بھروسہ کرنا کس قدر حماقت اور بے غیرتی ہے۔ اگر ایسی قوم کے لوگ یہ کہیں۔ جیسے کہ کہتے ہیں۔ کہ ہندوستان میں صرف ہندوؤں کا ہی بسیرا ہو سکتا ہے۔ تو وہ درست کہتے ہیں۔ کیونکہ جب وہ ہماری شکل تک دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ اور ہم سے اتفاقاً چھو جانا بھی انہیں اشنان کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ تو پھر وہ کیوں نہ چاہیں کہ ایسے لوگ اس پوتر دھرتی ہند سے نابود ہوں۔ معلوم نہیں۔ مسلمانوں کو دیکھ کر ہی ہندو یہ فتویٰ دیتے ہیں۔ اور مسلمان ہی سے چھو کر انہیں اشنان کی ضرورت پڑتی ہے۔ یا یہودی اور عیسائی بھی اس نفرت

کے ستو جب خیال کئے جاتے ہیں۔ شروع شروع میں جب انگریز ہندوستان میں آئے۔ تو بعض پوتر ہندو صاحب لوگوں سے ملکر ہاتھ گھر میں آکر ہندو پانی سے دھو لیا کرتے تھے۔ شاید اب بھی یہ راز کی بات ہو۔

یہ تو

اس وقت کی باتیں ہیں۔ جب سوراج کی امیدوں میں ہی رات دن دونوں قوموں کی گذرتی ہے۔ جب کبھی سوراج مل گیا تو خدا جانے ہمارے ساتھ کیسا سلوک ہو گا۔ ابھی سے یہ پیشگوئیاں ہونے لگی ہیں۔ کہ اگر سیدھے ہو کر مسلمان رہتے ہیں تو رہیں۔ ورنہ اسپین کی کہانیاں سُن سُن کر اپنا انجام سوچیں ؎

یہ ہیں

ہمارے برادران وطن کے ارادے۔ اب بھی اگر ہم اپنی امداد آپ نہ کریں۔ تو صد حیف۔ گو ہمارا مذہب اس قدر تنگ دلی کی ہمیں اجازت نہیں دیتا۔ مگر بایں حالات نفرت اور برادران وطن کی تنگ دلی کی وجہ سے اقتصادی رنگ میں بھی ہمارا فرض اولین ہے کہ ہم جوں توں کر کے اپنے آپ سے امداد لیں۔ اور دھڑا دھڑ دکانیں مختلف کاروباری کھول کر برادران وطن کو جتا دیں۔ کہ بہت اچھا ہم آپ کی گذشتہ عنایات کے مشکور رہ کر اب اپنے دوش ہمت پر بار ضروریات رکھ کر دیکھتے ہیں۔ کہ کہاں تک سہولت کے ساتھ ہم اس کے کفیل ہو سکتے ہیں۔

یہ بھی گو ہمارا نیا تجربہ ہو گا مگر خدا کے بھروسہ پر دیکھیں تو سہی۔ اس سے اصل ہمارے شیعہ بھائی مسلمان ہو کر اس طریق عمل کے ایک بڑی حد تک عادی ہیں۔ اور ان کو کوئی تکلیف نہیں ہے وہ گو خشک اشیاء ہندو سے شاید لے لیتے ہیں مگر اب ہم بلکہ اور بھی وسعت سے یہ تجربہ کر کے دیکھتے ہیں۔ اس میں کسی ہندو کو بُرا منانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب ایک بڑی حد تک کاروباری زندگی جدا ہو گی۔ تو ہمارے ساتھ میل جول سے ان کو اپنے مذہب کی پابندی سے روز روز گنہگار بھی نہیں ہونا پڑے گا

البتہ

ان میں سے جو لوگ ہمیں نو بجے دن تک دیکھنے کے روادار نہیں ہیں۔ وہ تکلیف میں رہینگے۔ کیونکہ ہم بایں عقیدہ ان کی نگاہیں تو روک نہیں سکتے۔ مسلمانوں اگر تم نے اب بھی غیرت اور احتیاط سے کام نہ لیا۔ اور اب بھی تمہاری رگ حمیت میں جنبش نہ ہوئی۔ تو سمجھ لو۔ کہ آنے والے سوراج میں تمہیں تمہارے برادران وطن اس گھاٹ اتارینگے۔ جو دنیا میں ذلت کے گھاٹ سے تعبیر پاتا ہے ؎

ہمیں

رہ رہ کر خیال آتا ہے کہ شاید غریب حکیم اجمل خان صاحب اور مولانا آزاد صاحب کے درشن سے بھی ہمارے برادران وطن نفرت کی الجھن میں گرفتار ہوتے ہوں گے۔ اور ان سے ہاتھ ملا کر بھی انہیں بار بار اشنان کی ضرورت پڑتی ہو گی کشادہ دل مسلمان لیڈر ذرا سوچیں تو سہی کہ ان کی اور ان کی قوم کی برادران وطن کے ہاں کیسی قدر و منزلت ہے ؎

(نعیت سند)

ہندوؤں کو مسلمان بنانے کا نیا افسانہ

تلوار کے زور سے نہیں تھوک کے زور سے

پہلے تو یہ کہا جاتا تھا کہ ہندوؤں کو مسلمان بادشاہوں نے زبردستی تلوار کی چمک دکھلا کر مسلمان بنا کر ان کے کفر کو تلوار کی آنچ سے پھونک ڈالا تھا۔ گو زندہ تاریخ نے اس قسم کے افسانوں کی ہمیشہ تکذیب کی ہے مگر جن واقعات کا ماخذ ہندوؤں کا دماغ اور قصہ گو زبان ہو۔ ان کے لئے تاریخ کے دفاتر کی چھان بین محض سعی بے حاصل کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے۔ جب عقلاً اور نقلاً اس بے ہودہ قصہ کی تردید مسلمانوں کی طرف سے کی گئی۔ تو اس پہلو کو بالکل چھوڑ کر اس ضرورت کے زمانہ میں ہندوؤں نے ایک اور بالکل نیا اور قطعی اچھوتا پہلو ہندوؤں کو مسلمان بنانے کا نکالا ہے۔ چنانچہ ۲۱ر مئی کے کیسری میں بحوالہ "تیج" اس عنوان سے ایک خبر شایع ہوئی ہے کہ :-

"ملکانے راجپوت کس طرح برادری سے خارج ہوئے تھے"

"مسلمانوں کے تھوکے ہوئے کنوؤں سے پانی پی کر دھرم سے گر گئے"

اس عنوان کے نیچے یہ عبارت درج ہے :-

"بنگال اور برار آریہ پرتی ندھی سبھا پتی پنڈت شنکر نے ہندو ملکانے (مسلمان) کیسے ہوئے اس سوال کا جواب بڑا مزے دار دیا ہے کہتے ہیں۔ کہ کھگو جمیر اور قرب و جوار کے بابو اور ٹھاکروں نے بہار کے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ مسلمان پٹنہ کی طرف بھاگے لیکن راستہ میں بھاگتے ہوئے انھوں نے کنوؤں پر تھوک کر ان کو ناپاک کر دیا۔ تعصب کرنیوالے راجپوتوں کو ان ناپاک شدہ کنوؤں کا پانی پینا پڑا۔ جب دوسرے راجپوتوں نے سُنا کہ انھوں نے پیاس سے ڈر کر ناپاک پانی پی کر جان بچائی ہے۔ تب انھوں نے ان کو جاتی سے جُدا کر دیا۔ تبھی سے یہ لوگ راجپوتوں سے علیحدہ رہتے ہیں۔ یہی حال آگرہ و متھرا کے راجپوتوں کا ہوا"

(کیسری۔ ۲۱ر مئی و پرتاب ۱۸ر مئی)

آریہ پرتی ندھی سبھا برار کے صدر کے اس

اعلان نے آریہ سماج کی پہلی تمام کتابوں اور ان کے اعتقادات کو جھوٹا ثابت کر دیا۔ کیونکہ پہلے کہا جاتا تھا کہ تلوار کے زور سے ہندوؤں کو مسلمان بادشاہوں نے بالخصوص حضرت اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی تلوار کی برش نے مسلمان بنایا تھا۔ مگر اب ارشاد ہوتا ہے نہیں تلوار کے زور سے نہیں بلکہ تھوک کے زور سے۔ امید ہے کہ آریہ مؤرخ تاریخ میں اس کا ضرور ثبوت پاتے ہونگے۔ ورنہ یہ تاریخی قوم کبھی بے ثبوت بات کہنے کی عادی نہیں۔ جیسا کہ ان کے آخری رشی نے لکھا تھا کہ محمود غزنی کو جاتا ہوا لکھ راستہ سے گیا تھا۔ غرض مسلمانوں کا تھوک بھی عجیب کفر سوز چیز تھا۔ کہ تلوار سے زیادہ کام کریگا۔ پشاور سے لیکر راس کماری تک تمام کوئیں اپنے تھوک سے بھر دئے۔ اور زبردست ہندو جو تلوار کی آنچ سے بچ رہے تھے تھوک کی تری سے پاک نہ بچے۔ ہم مانتے ہیں کہ پنڈت دیانند کے چیلے جھوٹ بولنے اور واقعات تراشنے میں اپنے گرو سے بڑھ گئے ہیں۔ مگر اب ان کا علم تاریخ سب دنیا سے بڑھ گیا ہے۔ کہ ایسے واقعات بیان فرماتے ہیں۔ جن کا وجود کسی تاریخی دفتر کے کسی صفحہ پر نہیں ملتا۔ ابھی دیکھتے جائیے اور کتنی پر اثر تصویریاں ہندو پنڈت ایجاد کرینگے۔ کچھ بھی ہو مسلمانوں کا تھوک ان کی تلوار سے زیادہ مؤثر ہے۔

اس مضمون میں سب سے عجیب بات جو ہے وہ یہ ہے کہ یہ خبر محض مزے لینے کے لئے تراشی گئی ہے۔ ورنہ قصہ کا کوئی اصل نہیں۔ اے آریہ قوم تجھے کیا ہو گیا۔ کہ تو دوسری اقوام سے مقابلہ کرنے میں جھوٹ سے پرہیز نہیں کرتی۔ کیا تیرے مقرر کردہ دس اصول محض بینا رنگ بر کاس کے نمائش پیج کی زینت ہی کے لئے ہوتے ہیں یا عمل کے لئے بھی اگر عمل کرنا مقصود ہے تو اس کذب آرائی کا کیا منشا ہے۔ کیا تم کو خدا اور اس کی مخلوق کا کچھ خوف نہیں۔

پھر یہ خالق ہے اسکو یاد کرو — یونہی مخلوق کو نہ بہکاؤ
کب تلک جھوٹ سے کروگے پیار — کچھ تو سچ کو بھی کام فرماؤ
کچھ تو خوف خدا کرو لوگو — کچھ تو لوگو خدا سے شرماؤ

سکھوں کے خلاف ہندوؤں کی ایک خوفناک سازش کا انکشاف

توحید پرست سکھوں کو مشرک بنانے کی خفیہ تدابیر

یہ بالکل ظاہر بات ہے۔ کہ کھلے بندوں اپنے مذہب کی اشاعت کرنا اور اپنے مذہب کی خوبیاں دکھانے کا ہر ایک قوم کو حق حاصل ہے۔ لیکن ہندو قوم جس کے پاس بجز مردم پرستی اور پتھر پرستی اور مخلوق پرستی کے نور ایمان کا ایک شمہ بھی نہیں کیسے دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو کر اپنے مذہب کی تبلیغ کی جرأت کر سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لالچ اور عجیب و غریب نالائق مسائل پیش کر کے دنیا کو پھسلانے کے لئے سر توڑ کوشش کرتے اور اگر اسمیں ناکام ہوں تو خفیہ تدابیر سے کام لینے میں بھی ہندوؤں کو کچھ باک نہیں ہے۔ یہ بات بالکل بے نقاب ہے۔ کہ سکھ قوم مشرک نہیں ان کے ہاں ایک خدا کی پرستش کی جاتی ہے۔ اس لئے وہ ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کے پجاریوں سے بالکل الگ اور بہت دور اور اسلام کے بہت قریب ہیں۔ اور توحید ایک ایسی حقیقت ہے کہ اس کا ماننے والا شرک جیسی بے حقیقت بات کا قائل نہیں ہو سکتا مگر ہندوؤں نے جب دیکھا کہ ہم اپنے زور طاقت سے سکھوں کو مشرک نہیں بنا سکتے تو انہوں نے ایک ناپاک گہری اور خفیہ سازش کی ہے جسکا علم ہمیں معتبر ذرائع سے ہوا ہے۔ کہ ایک لاکھ کی تعداد میں ہندو سکھوں میں ملجائیں۔ اور آہستہ آہستہ ان کو توحید اور گورو بابا نانک دیو جی اور شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کے مسلک سے اکھیڑ کر شرک کی گندگی میں ڈالدیں۔ اور انہی ٹھاکر دوں اور پتھریلی بتوں کے آگے اس بہادر قوم کو جھکا دیں جن سے صداقت کے زور سے مقدس گوروؤں نے اپنی جانوں کی قربانی دیکر ہندوؤں کے ہر طرح کے مظالم برداشت کر کے آزاد کیا تھا۔ ہم جانتے ہیں کہ ہندو اب اس سے انکار کرینگے۔ مگر حقیقت یہی ہے۔ امید ہے کہ بہادر سکھ اس خطرے سے خبردار ہو جائینگے جو وقت سے پہلے ان کو بتایا گیا ہے۔ بہادر سکھوں کے گوردوارہ اصل میں ہندوؤں کا قبضہ اس حقیقت کا ایک ثبوت ہے۔

دیوبندی علما کے ہاتھ پر ملکانوں کی بیعت

۳۰ مئی کے وکیل میں موضع امر سنگھ کا نگلہ ضلع ایٹہ میں منعقد ہونے والی کانفرنس کی روئداد شائع ہوئی ہے۔ جس میں علماء دیوبند نے تقاریر فرمائیں۔ اور جلسہ کی کامیابی کے نتیجہ کے طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ

"بعض معزز راجپوت اسی وقت مولنا بشیر احمد صاحب عثمانی (دیوبندی) کے مرید ہو گئے"۔

(وکیل ۳۰ مئی)

بہت اچھا ہوا کہ بعض ملکانوں نے یہ پیوند اختیار کر لیا۔ لیکن ایک نہایت اہم سوال یہاں یہ ہوتا ہے کہ کیا علماء دیوبند کا ملکانوں سے بیعت لینا اسی اصول کے مطابق ہے جس پر کام کرنے کے لئے ہمیں مجبور کیا جاتا ہے۔ کہ وہاں پر متفقہ مسائل کی ہی تعلیم دی جائے۔ اور فرقہ بندی سے اجتناب کیا جائے۔ ہم تو خوش ہیں۔ کہ علماء دیوبند میں سے ایک کے ہاتھ پر بعض معزز ملکانوں نے بیعت کی مگر کیا احمدیوں کو الگ کر کے دیگر فرق اسلامیہ کے لئے یہ بات باعث دل گرفتگی نہیں ہے۔ ضرور ہے۔ حضرات بریلی اور دیوبندی اور بدایونیوں کے تعلقات بالکل بے نقاب ہیں۔ ان حالات کے باوجود دیوبندی حضرات نے بیعت لینا ضروری خیال کیا ہے۔ اس موقع پر غالباً انجمن نمایندگان کے جانبدار حضرات بھی وہاں تشریف فرما ہونگے۔ مگر ان میں سے کسی ایک نے بھی دیوبندی بزرگ کے بیعت لینے پر چیں بجبیں ہو کر وہ شکایت نہیں کی جیسی کہ احمدیوں کے متعلق ہے۔ کہ احمدی وہاں اپنے عقائد ہی کی تبلیغ کرتے اور لوگوں کو احمدی بناتے ہیں۔ اگر انصاف سے کام لیا جائے تو تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ احمدی اگر ملکانوں سے بیعت لیں تو ان کو اسی طرح بیعت لینے کا حق ہے۔ جس طرح اہل دیوبند کو۔ اگر احمدی اس حق سے محروم ہیں تو علماء دیوبند کے لئے بھی یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ بحث بیعت کسی اصول کے ماتحت ہو۔ ہم کہتے ہیں کہ ملکانوں کو مرتد ہونے سے بچاؤ۔

یہی اصول ہے کہ اس کے مطابق کام کرو۔ اگر دیوبندی علماء کے ہم عقیدہ ہو کر وہ ارتداد سے بچ سکتے ہیں تو وہ بچائیں۔ بریلوی حضرات کے زیر اثر ارتداد سے بچ سکتے ہیں۔ تو بچائے جائیں۔ اگر شیعہ یا اہلحدیث یا احمدی غرض کسی اسلامی فرقہ سے تعلق رکھنے والے کارکنوں کے ذریعہ بچ سکتے ہیں تو بچائے جائیں۔ کہ آریہ ہونے سے اسلام کی طرف منسوب ہونے والے کسی بھی فرقہ سے متعلق ہو جانا کروڑ درجہ بہتر اور افضل ہے ٭

ضروری گذارش

ہندو دھرم کی تردید میں مفید تازہ لٹریچر

تمام برادران جماعت احمدیہ کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ اس وقت آریہ سماج کی طرف سے اپنے مذہب کی اشاعت اور دین اسلام کی تردید کا کام بڑے زور و شور سے کیا جا رہا ہے۔

علاوہ مختلف علاقوں میں آریہ مناد وں کے پھر جانے کے تحریری طور پر ٹریکٹوں کے ذریعہ دین اسلام کے خلاف زہر پھیلایا جا رہا ہے۔ اس لئے ہم نے بھی تجویز کی ہے کہ ٹریکٹوں کا ایک سلسلہ جاری کیا جائے جس میں آٹھ آٹھ صفحے کے چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ اسلامی مسائل کی تصدیق اور ویدک مذہب کی تکذیب میں ہوں گے اور ان ٹریکٹوں کی کافی اشاعت کی جاوے۔ تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ اسلام اور اس کے اصول سراسر حق اور آریہ سماج اور ان کے اصول سراسر باطل پر مبنی ہیں یہ ٹریکٹ اصل لاگت پر دئے جاویں گے یعنی کم از کم ۵ عہ فی سینکڑہ ۵ تک ہی شرح ہو گی۔ مگر ۲۵ سے کم لینے والوں کو فی ٹریکٹ ۔ ؍ دیا جائیگا۔ جن مضامین پر یہ ٹریکٹ مشتمل ہوں گے وہ پچاس کے قریب ہیں۔ جن کو انشاء اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً ایسی ترتیب سے مرتب کیا جائیگا۔ کہ ان کو پڑھ کر ایک اردو خواں شخص بھی آریوں کے تمام مسائل سے واقف ہو کر بغیر جھجک کے بڑے سے بڑے پنڈت کے ساتھ بحث کر سکے گا۔ اور اسلام پر جو متواتر اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ ان کا تسلی بخش جواب مخالفین کو دے سکیگا۔

اس اعلان کے ذریعہ کی تمام جماعتوں کے امیروں اور سکرٹریوں کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ وہ بواپسی ناظر صاحب امداد ارتداد کو اطلاع دیں کہ وہ اپنے علاقہ میں تقسیم کرنے کے لئے کس قدر ٹریکٹ لینا چاہتے ہیں۔ تاکہ ان کا نام درج رجسٹر کر لیا جاوے اور جب کوئی ٹریکٹ شائع ہو۔ فوراً ان کو بھیجد یا جاوے احباب کو معلوم ہونا چاہئیے کہ یہ زمانہ سیف و جہاد کا زمانہ نہیں۔ اس وقت سب سے بڑا جہاد غیر مذاہب کی تردید اور اسلام کی تصدیق ہے۔ امید ہے کہ تمام احباب اس امر کی طرف توجہ فرما دیں گے۔ اور بواپسی ڈاک کافی تعداد میں ٹریکٹوں کی درخواست کریں گے۔ اس سلسلہ میں ابھی تک پانچ نہایت اہم ٹریکٹ شائع ہوئے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ "وید تین ہیں یا چار" یہ نہایت اہم بحث ہے۔ آریوں کا دعوےٰ ہے کہ وید چار ہیں۔ اور وہ چاروں خدا کا کلام ہیں۔ مگر اس ٹریکٹ میں ثابت کیا گیا ہے کہ وید تین ہیں اور چوتھے کو زبردستی الہامی بنایا جا رہا ہے۔ صفحات ۸ فی سینکڑہ عہ

۲۔ "ویدوں کی تعداد میں اختلاف" پہلے ٹریکٹ میں اگر یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ وید چار نہیں تین ہیں۔ تو اس میں آریوں اور سناتنیوں کی مذہبی کتب سے ۱۳۳۱ تعداد ویدوں کی ثابت کی گئی ہے۔ پھر یہ بتایا گیا ہے۔ کہ وید ہی الہامی کتابیں نہیں بلکہ ہندوؤں میں کچھ اور بھی کتابیں ہیں۔ جن کو وہ الہامی مانتے ہیں۔ یہ ٹریکٹ نہایت معنی خیز اور منقولی معلومات کا عجیب مجموعہ ہے۔ صفحات ۸ قیمت فی سینکڑہ ۱۲ ؍

۳۔ "وید کے ملہمین میں اختلاف" یہ ٹریکٹ پہلے دونوں ٹریکٹوں سے بھی اہم ہے۔ کیونکہ پہلوں میں اگر ویدوں کی تعداد پر بحث تھی کہ کتنے ہیں۔ یہاں یہ بحث ہے کہ وہ لوگ کون تھے جن پر وید نازل ہوئے تھے۔ اس بارے میں ہندو مذہب کی قلابازیاں بھی قابل دید ہیں۔ صفحات ۸ قیمت فی سینکڑہ ۸؍

۴۔ "کیا وید الہامی ہیں" آریہ سماج کا دعوٰی ہے کہ وید خدا کا کلام ہیں اسی بنا پر ان کی تعداد اور ان کے ملہمین پر بحث کی جاتی ہے مگر اس ٹریکٹ میں آریوں کے اس دعوے پر غور کیا گیا ہے۔ کہ آیا وید الہامی کتابیں ہیں یا کیا۔ چنانچہ ہندو لٹریچر سے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ قدیم شہادتیں وید کو خدا کا کلام نہیں ثابت کرتیں۔ صفحات ۸ قیمت فی سینکڑہ ۱۲ ؍

۵۔ "ابطال ازلیت وید" آریہ سماج کے پاس اپنے مذہب اور وید کی افضلیت کی دلیل یہی تھی ہے۔ کہ وہ دعوے کرتے ہیں کہ وید ابتداء آفرینش میں نازل کئے گئے۔ لہذا یہی ایسی کتابیں ہیں۔ جنہیں دنیا کو ماننا چاہئیے۔ گو یہ دلیل محض لغو ہے لیکن اس ٹریکٹ میں آریہ سماج کے اکیلے دلیل دعوے کی قطعی اور یقینی اور زبردست دلائل سے تردید کی گئی ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ وید قدیم زمانہ کی کتابیں نہیں۔ بلکہ آج سے تھوڑا عرصہ پہلے کی تصانیف ہیں۔ صفحات ۱۲ قیمت فی سینکڑہ عہ

ملنے کا پتہ:۔ ناظر صاحب صیغہ انسداد ارتداد قادیان ضلع گورداسپور

آریوں کی نئی چال یا آن مسلمان ارتدادمیں

یک نہ شد دو شد

گو آریہ لوگوں کی چالاکیوں سے تمام مسلمان واقف ہیں۔ کہ کس طرح دھوکہ بازی اور مختلف اقسام کے لالچ دیکر بیچارے ان پڑھ اور جاہل ملکانوں کو اپنے پھندہ میں پھانسنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن اب انہوں نے ایک اور رنگ بدلا ہے۔

پہلے تو ان لوگوں نے ان بیچارے نا بلد نو مسلموں کو یہ دھوکہ دینا شروع کیا۔ کہ تم لوگ دراصل ٹھاکر ہی ہو۔

لیکن مسلمان فرمانرواؤں کے جور و ستم سے تنگ آکر تمہارے باپ دادوں نے ڈر کے مارے اپنے ہندو مذہب کو خیرباد کہہ کہ بظاہر اسلامی طریقوں پر چلنا شروع کر دیا۔ ورنہ دل میں وہ مسلمانوں سے سخت متنفر تھے۔ سو اب جبکہ مذہب میں کوئی زبردستی نہیں کر سکتا۔ آپ لوگوں کو چاہیئے۔ کہ اپنی برادری میں پھر شامل ہو جاویں۔ اور اپنے بچھڑے ہوئے بھائیوں سے پھر دوبارہ بغلگیر ہو کر ان کے ہندوانہ رسم و رواج میں شریک ہو جاویں۔ حالانکہ یہ ایسی بیہودہ بات ہے کہ جس کی حد نہیں ؛

کیا راجپوتوں کے آباؤ اجداد جو کہ بڑے بہادر اور مشہور تیغ زن تھے۔ ان دال چلنے والے اور آلو پوری پر گذارہ کرنے والے کراڑوں اور آریوں کے باپ دادوں سے زیادہ بزدل تھے۔ کہ انہوں نے تو ڈر کر اپنے مذہب کو چھوڑ دیا۔ اور یہ ایسے بہادر رہے۔ کہ اپنے مذہب پر قائم رہے۔ اور کیا آجکل بھی جتنے ہندو مسلمان ہوتے ہیں۔ وہ کسی اسلامی سلطنت کے رعب میں آکر داخل اسلام ہوتے ہیں؟

اب جبکہ اسلامی مبلغوں نے میدان ارتداد میں پہنچکر ان کی اس چال کا رنگ پھیکا کر دیا۔ تو ان لوگوں کی شرارت نے بھی نیا پہلو بدلا۔ وہ یہ کہ انھوں نے خفیہ جلسہ کر کے ایک اور جھوٹا قصہ بنایا اور اب سادہ لوح لوگوں کو یہ کہکر ورغلانا شروع کیا کہ ٹھاکر اصل میں دو بھائی تھے۔ ایک بھائی کو جو کہ بیچارہ سادہ مزاج تھا۔ مسلمانوں نے دھوکے سے اپنا کھانا کھلا دیا۔ جس کی وجہ سے اس بیچارے کے ساتھ دوسرے بھائی نے قطع تعلق کر لیا۔ اور جس کے ساتھ ملکر کھانا پینا بند کر دیا۔ اور آپ لوگ جو نو مسلم اور ملکانے کہلاتے ہیں۔ اسی بھائی کی اولاد سے ہیں۔ شاید ان لوگوں کو ورغلانے کے لئے تو یہ کہانی کافی ہوگی۔ لیکن لالہ صاحبان یہ تو بتائیں کہ مسلمانوں کی سلطنت کو ہند میں مستقل طور پر قائم ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہے۔ اور اگر بفرض محال یہ بھی تسلیم کر لیا جاوے۔ کہ مسلمانوں نے ہندوستان میں قدم رکھتے ہی ٹھاکر کے دوسرے بھائی کو اپنا کھانا کھلا دیا تھا۔ تو بھی اس بات کو قریباً آٹھ سو سال گذرے ہیں۔ اور دوسری طرف نو مسلم راجپوتوں کی کل تعداد تمام ہندوستان میں کم از کم ایک کروڑ ہوگی۔

ہم ان (عقیدۃ) نیوگ کے فرزندوں سے پوچھتے ہیں۔ کہ ایک آدمی کی اولاد ہندوستان جیسے ملک میں کس طرح اتنی ترقی کر سکتی ہے۔ سوائے اس کے کہ یہ ماننا پڑے۔ کہ آریوں نے اس بہادر قوم کو بھی اپنے جیسا ہی سمجھ کر یہ خیال کر لیا ہو۔ کہ ان لوگوں نے بھی نیوگ جیسے مردم خیز آلہ کو استعمال کر کے اتنی ترقی کی ہوگی۔

ہم اپنے نو مسلم بھائیوں سے باادب پوچھتے ہیں۔ کہ ان کی غیرت کدھر گئی ہے۔ کہ وہ اس قوم کی تقلید کرنے پر تلے ہوتے ہیں۔ جو کہ نہ صرف انکو ہی بیحیا اور گندی رسم نیوگ پر چلنے کے لئے مجبور کرینگے بلکہ وہ ان کے آباؤ اجداد کو بھی جھوٹی روائتیں مشہور کر کے بدنام کر رہے ہیں ؛

خاکسار۔ چودھری نثار احمد احمدی ضلع ایٹہ (یو۔پی)

اشاعت اسلام اور مسلمانوں کا فرض

(جناب "احمدی مسلم" کے قلم سے)

جناب "مسلم" کے قلم سے ایک مضمون ۱۲ر مئی کے الفضل میں ہم درج کر چکے ہیں۔ وہ بحث کا ایک پہلو تھا۔ اور کام کا ایک طریق۔ جو مسلمانوں کے سامنے جناب "مسلم" نے پیش فرمایا۔ اور ہم نے اسکو اپنے مسلمان بھائیوں تک پہنچا دیا۔ اس مضمون سے متاثر ہو کر ہمارے ایک بزرگ دوست "احمدی مسلم" نے اسی اشاعت اسلام کے سوال اہم کو وسعت دیکر لکھا ہے۔ آپ نے وسعت نظر اختیار کرنے اور میدان عمل میں اترنے کی دعوت دی ہے۔ اسے بھی ہم دنیائے اسلام کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ دونوں صاحبوں کا مقصد ایک ہے اور مدعا واحد۔ اس لئے طریق بحث کا کسی قدر اختلاف منزل سے دور نہیں کر سکتا؟

(الفضل)

اخبار الفضل مورخہ ۲۱ر مئی ۱۹۲۳ء میں میری نظر سے وہ مضمون گذرا ہے۔ جو کسی صاحب (مسلم) کی قلم سے زیب رقم ہوا ہے۔ یہ مضمون موجودہ زمانے کے لحاظ سے کسی قدر پرانا معلوم ہوتا ہے۔ اور صورت اور حالت کچھ ایسی تبدیل ہو گئی ہے۔ کہ بلحاظ حالت موجودہ مسلم صاحب کو پھر قلم اٹھانے کی تکلیف فرمانا چاہیئے۔ ہم مسلمان خواہ احمدی مسلمان ہوں۔ یا دیگر عقاید کے پابند مسلمان۔ ہر ایک ذمہ وار ہے اور اس کا اولین فرض ہے۔ کہ اسلام کی ترقی اور اشاعت میں اپنی عمر کا بڑا حصہ خرچ کرے۔ اور اسی دھن میں اس دنیا سے رخصت ہو۔ لیکن اس ملک ہند میں مسلمانوں نے رفتہ رفتہ جہاں دیگر رسومات اہل ہنود کو مذہب اسلام میں داخل کیا اشاعت اسلام کو بھی انہیں کا پابند کر لیا ہے۔ قبر پرستی۔ پیر پرستی۔ گدی نشینی۔ قبروں پر میلہ اور چڑھاوا۔ تہواروں پر جو رسوم ادا ہوتی ہیں۔ شادی۔ مرگ کی اکثر رسوم اسی ملک کی تخم سے پیدا ہو کر نشو و نما پائی ہے۔ جن کا اسلام میں نام و نشان نہیں۔ منو نے اپنے دہرم شاستر میں۔ جس طرح پنڈتوں کو رسومات مذہبی کے ادا کرنے کے واسطے مخصوص کر دیا ہے۔ اسی طرح وعظ و نصیحت اور اشاعت اسلام کے واسطے ..... مولویوں کو مخصوص کر کے مسلمان خود بالکل علیحدہ ہو گئے ہیں۔ اب اشاعت اسلام میں جو سیاہ سفید کریں۔ وہ مولوی صاحبان۔ دوسروں کو کچھ واسطہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان دیگر علوم کے حاصل کرنے میں تو عمر گذار دیتے ہیں۔ لیکن عربی سے اسقدر ناآشنا ہوتے جاتے ہیں۔ کہ کلمہ توحید کے معنی سے بھی لاعلمی ہے۔ گویا علم دین حاصل کرنا مسلمانوں میں پنڈتوں کی طرح مولویوں کا فرض ہے جب کبھی غیر مذاہب سے مقابلہ پڑتا ہے۔ مولوی کی جستجو ہوتی ہے۔ رفتہ رفتہ اس کی نوبت یہاں تک

پہنچی ہے کہ کلمہ توحید سے بھی بے خبری ہے ۔ بہت ہیں ۔ کہ تمام عمر میں اس دن کلمہ پڑھا تھا جس دن نکاح ہوا تھا ۔ ضرورت کے وقت کہدیتے ہیں ۔ کہ کلمہ ہمارا مولوی جانتا ہے ۔ کسی جانور کے ذبح کرنے کے وقت بھی مولوی کی تلاش ہوتی ہے یا اس ذبح کرنے والی چھری کی جس پر مولوی صاحب نے کلمہ پڑھ کر کسی وقت دم کردیا تھا ۔ ایسا ہی ہنڈتوں کی طرح نکاح نہیں ہو سکتا ۔ جب تک گاؤں کا ملاں اور شہر کا قاضی نکاح نہ پڑھائے ۔ جس کا نتیجہ یہ ہی تھا ۔ کہ عوام کے دل و دماغ سے نور اسلامی نکل جائے ۔ اور ملاں صاحب اپنی مرضی سے جو چاہیں ۔ اور جس طرح چاہیں ۔ اسلام کو پیش کریں اسی لاعلمی کی شدید زد سے وہ لوگ پیدا کردئے جو اغیار کا شکار بن رہے ہیں ۔ یہی نہیں کہ ایسے لوگوں کا وجود راجپوتانہ کے ملکانوں تک ہی محدود ہے ۔ ہرگز نہیں ۔ بلکہ ملک کے ہر گوشہ میں بکثرت ایسے لوگ موجود ہیں ۔ گویا یہ خطرناک مرض کی طرح تمام ملک میں پھیل چکا ہے ۔ بے شک اس وقت ایسے لوگ بھی موجود ہیں ۔ جو اسلام کے لئے درد مند دل رکھتے ہیں ۔ یقین جانئے ۔ کہ اس پُر آشوب زمانہ میں سب سے پہلا شخص جس نے اسلام کے لئے درد پیدا کیا ۔ جس نے اسلام کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچانے کے لئے ہاتھ بڑھایا جس نے اسلام کو بیرونی اور اندرونی حملوں سے محفوظ رکھا ۔ جس نے اسلام کا خوبصورت چہرہ دُنیا کے سامنے پیش کیا ۔ وہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب ہی تھے ۔ جن کو خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کا مسیح موعود اور مہدیٔ زمان بنا کر بھیجا ۔ جس کے ہاتھ میں آب حیات کا کبھی نہ ختم ہونے والا پیالہ تھا ۔ جس نے اس میں سے ایک گھونٹ پیا ۔ زندہ ہو گیا ۔ اور جس نے اس سے مُنہ پھیرا ۔ ہلاک ہو گیا ۔ اللّٰھم صلّ علیٰ محمّدٍ و علیٰ آل محمد و علیٰ خلفاء محمد و بارک و سلّم ۔ آپ ہی کے

خادم رقبہ ارتداد میں جان توڑ کوشش کر رہے ہیں اور معاوضہ میں محض خوشنودی حضرت احدیت جلّ وعلیٰ شانہ حاصل کرنے کے خواہش مند ہیں ہم کو بھی چاہیئے ۔ کہ ان کی تقلید کر کے اپنے بھائیوں کی طرح گھروں سے نکلیں ۔ اور نہ صرف اپنے ڈوبتے ہوئے بھائیوں کو بچائیں ۔ بلکہ ان کو بھی اس نور سے حصہ پہنچائیں ۔ جو نافہمی سے ظلمات میں گرے ہوئے ہیں ۔ اور دوسروں کو بھی اسی میں کھینچ کر گرانا چاہتے ہیں ۔ ہم محض قلم ہی سے خدمت اسلام کر کے سبکدوش نہیں ہو سکتے ۔ بلکہ اب ہاتھ پیر ہلانے کا وقت ہے میرا مطلب اس سے یہ نہیں ہے ۔ کہ اہل قلم کی تحریرات بے کار ہیں ۔ بلکہ بہت ضرورت ہے کہ ایسے صاحب علم لوگوں کے خیالات کی جیسا کہ "مسلم" صاحب ہیں ۔ عام لوگوں میں اشاعت ہو ۔ لیکن اب محض قال ہی کا وقت نہیں ۔ بلکہ حال کا وقت ہے ۔ جو نظام عمل حضرت خلیفۃ المسیح موعود مدظلہ نے تجویز فرمایا ہے ۔ وہ کسی مزید رائے زنی کا محتاج نہیں ۔ آپ کی تدابیر اور تجاویز پر سوائے احسنت کے کچھ زیادہ نہیں کر سکتے ۔ دوسرے مسلمان بھی اگر علیحدہ ہو کر کام کرنا چاہیں ۔ تو ان کو بھی اسی نمونہ کو اختیار کرنا چاہیئے ۔ مگر یہ طریق انتظام تو اختیار کر سکتے ہیں لیکن وہ درد مند دل کہاں سے لائینگے ۔ کہ جس کی وجہ سے اپنے آپ کو قربان کردیں مخالفین اسلام کے مقابلہ کے لئے اور مذہب اسلام کی سچائی اور بالا تر ظاہر کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کافی طور پر لٹریچر ہمارے ہاتھ میں دیدیا ہے ۔ جو اس قدر کثیر ہے ۔ کہ جب تک دُنیا قائم رہے گی ۔ ختم نہ ہو گا ۔ مسلم صاحب نے جو سکیم تحریر فرمائی ہے ۔ بے شک بہت مناسب ہے ۔ لیکن ہماری جماعت اور سلسلہ میں پہلے ہی سے یہ نظام قائم ہے ۔ اور ہر جگہ باقاعدہ انجمنیں موجود ہیں ۔ جو حضرت اقدس مدظلہٗ

کے براہ راست ماتحت ہے ۔ ان کی اصلی غرض اشاعت اسلام ہے ۔ اس لئے کسی جدید کمیٹی کی ضرورت نہیں چندوں کے لئے محض حضرت اقدس مدظلہٗ کا دو حرفہ حکم کافی ہے ۔ جس کی تعمیل فوراً ہوتی ہے ۔ اب اگر ضرورت ہے ۔ تو کام کرنے والوں اور ایسے کام کرنے والوں کی جو سینہ میں دل اور دل میں اسلام کی محبت اور درد رکھتے ہوں ۔ جس کی خوشبو مسلم صاحب کے اس مضمون سے آتی ہے ۔ جب ایسے نیک خیال نفوس اپنے قلموں کو سپرد قلمدان کر کے میدان کارزار میں آئینگے ۔ تو اپنے کلام کی تاثیر اور برکتوں سے اِس طرف سے اُس طرف تک اسلام کا ڈنکا بجا دینگے ۔ اور اپنا قابل تقلید نمونہ اور اسلام کا خوبصورت چہرہ جب پیش کرینگے تو نہ صرف دھوکہ خوردہ ملکانہ اس طرف آئینگے بلکہ ان کو بھی اپنی کشش سے کھینچ لینگے ۔ جنھوں نے گمراہ کرنے کا تہیہ کیا ہوا ہے ۔ سو اب وقت ہے کہ ایسے پاک خیال عالم اور درد مند دل رکھنے والے اور باتدبیر میدان کارزار میں جا کر ڈیرہ جمائیں ۔ خدا تعالیٰ توفیق عطا فرمائے ۔ فقط ۔

موجودہ زمانہ کے متعلق ایک قرآنی پیشگوئی

"وترکنا بعضھم یومئذٍ یموج فی بعضٍ و نفخ فی الصور فجمعناھم جمعًا" ۔ یعنی ان آخری دنوں میں جو یاجوج ماجوج کا زمانہ ہو گا ۔ دنیا کے لوگ مذہبی جھگڑوں اور لڑائیوں میں مشغول ہو جائینگے ۔ اور ایک قوم دوسری قوم پر مذہبی رنگ میں ایسے حملے کریگی ۔ جیسے ایک موج دریا دوسری موج پر پڑتی ہے ۔ اور دوسری لڑائیاں بھی ہونگی اور اسطرح پر دنیا میں بڑا تفرقہ پھیل جائیگا ۔ اور بڑی پھوٹ اور بغض اور کینہ لوگوں میں پیدا ہو جائیگا ۔ اور جب یہ باتیں کمال کو پہنچ جائینگی ۔ تب خدا آسمان سے اپنی قرنا میں آواز پھونکیگا یعنی مسیح موعود کے ذریعہ جو اسکی قرنا ہے ۔ ایک ایسی آواز دنیا کو پہنچائیگا ۔ جو اس آواز کو سننے سے سعادتمند لوگ ایک ہی مذہب پر اکھٹے ہو جائینگے ۔ اور تفرقہ دور ہو جائیگا

[illegible]

النظر

آریہ مذہب کی حقیقت

کتاب زیر نظر جناب شیخ محمد یوسف صاحب سابق سردار سورن سنگھ صاحب وودان برہمچاری ایڈیٹر اخبار نور قادیان دارالامان کی تازہ ترین دلچسپ اور پراز معلومات مختصر مگر جامع تصنیف ہے۔

اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ جس وقت فتنہ ارتداد شروع ہوا اسی وقت مکرم شیخ صاحب نے اس امر کی ضرورت محسوس کرکے کہ ایک ایسی کتاب کی ضرورت ہے جس میں آریہ دھرم کی تصویر مکمل پبلک کے سامنے پیش کردی جائے۔ اور اس کا مطالعہ کرنے والا آریہ دھرم سے اتنا واقف ہو جائے جس سے وہ آریہ صاحبان کو ان کے مذہب کی غلطیوں پر کافی طور پر آگاہ کرسکے۔ اسی خیال کے زیر اثر چند روز میں آپنے یہ کتاب تالیف فرمائی۔ اور ممکن جلدی کے ساتھ عمدہ خوبصورت سفید چکنے کاغذ پر چھپوا کر پبلک میں پیش کردی۔ یہ کتاب ہماری تعریف کی محتاج نہیں کیونکہ اس کتاب کے عنوانات ہی اس کی اہمیت ظاہر کرنے کے لئے زبردست چیز ہیں۔ جن پر یہ دلچسپ کتاب مشتمل ہے۔ اور وہ یہ ہیں۔

آریہ مذہب میں مکتی کا دروازہ قطعی بند۔
آریہ مذہب کی تنگدلی۔
مختلف مذاہب کے ہادیوں کے متعلق آریوں کی خطرناک بدزبانی
آریوں کا مسئلہ نیوگ اور انسانی غیرت۔
مسئلہ نیوگ اور قانون۔
ویدوں میں جدال و قتال کی خطرناک تعلیم۔
کیا آرین وید الہامی ہیں۔
آریہ سماج کے ممبروں کی حالت۔
ویدوں کی اندرونی سیر۔
اندرونی سیر کا کچھ اور نظارہ۔
ویدک ایشور کے کارنامے۔
تناسخ کا بوداپن۔
پنڈت دیانند کا سنیاس عملی کسوٹی پر
آرین کتب میں شدھی کا دروازہ بند۔
آریہ سماج مذہبی سوسائٹی ہے یا ایک سیاسی گروہ
روح و مادہ کی ازلیت کا رد۔
آریہ سماج کا راجپوتوں کی قومیت پر خطرناک حملہ۔

یہ عنوانات خود بول رہے ہیں کہ ان کے ماتحت جو کچھ لکھا گیا ہے وہ کیسی قیمتی چیز ہے۔ اور وقت کی مناسبت کے لحاظ سے کہا جا سکتا ہے۔ کہ منقولی بحث کے لحاظ سے یہ کتاب ایک نادر چیز ہے۔ ہر ایک عنوان کا مضمون بجائے خود ایک مکمل ٹریکٹ ہے۔ طرز بیان اتنا میٹھا اور مرارت سے پاک ہے کہ آریہ بھی اس کو شوق سے پڑھ سکتے ہیں۔ باوجودیکہ اس میں انہی کے مذہب کا کھنڈن ہے۔ ہم انشاء اللہ کسی اگلی اشاعت میں بطور نمونہ اس کتاب میں سے کچھ مضامین نقل کریں گے۔ لیکن اتنا کہنا ہمارا فرض ہے کہ اس کا مطالعہ آریوں کے مقابلہ میں تبلیغ کرنے والے مسلم مبلغوں کیلئے نہایت ضروری ہے۔ اور آج کون مسلمان ہے۔ جو اسلام کے ان دشمنوں کے متعلق معلومات بہم پہنچانا نہ چاہتا ہو۔

ضخامت ۹۲ مع ٹائٹل پیج جو رنگین ہے۔ کاغذ سفید دبیز چکنا۔ کتابت طباعت اچھی ہے۔ قیمت غیر مجلد ایک روپیہ مجلد عہ ملنے کا پتہ
منیجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور

اسلامی تجارتی اتحاد

اگر ہندو کمزور ہیں۔ اور انہیں سنگھٹن کی ضرورت ہے۔ تو مسلمانوں کو ایسی تنظیم کی ضرورت بدرجہ اولیٰ ہے۔ کیا مسلمان یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ان میں کوئی کمزوری نہیں ہے۔ اگر ان کا یہی خیال ہے۔ تو بالکل غلط ہے۔ ان میں کمزوری ہے۔ ضرور ہے۔ اس لئے مسلمان لیڈر جو قوم کا درد اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ اور جو حقیقت میں قوم کے سود و بہبود کو ذاتی نمود و نمائش پر ترجیح دیتے ہیں۔ میدان عمل میں نکلیں۔ وقت ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے۔ اور پھر یہ وقت کبھی ہاتھ نہیں آئیگا۔

ہم مسلمان لیڈروں سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ

۱۔ کیا مسلمان من حیث القوم تجارت میں کمزور نہیں
۲۔ کیا تجارت کی فضیلت قرآن شریف میں نہیں آئی
۳۔ کیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تعداد کثیر میں پیشہ اختیار نہیں کیا ہے۔
۴۔ کیا مسلمان غیر مسلموں سے ضروریات زندگی خریدنے پر مجبور نہیں ہیں۔
۵۔ کیا غیر مسلم مسلمانوں سے سودا خریدنے میں نفرت نہیں کرتے ہیں۔
۶۔ معمولی معمولی ملازمتوں میں مسلمان دوسری جماعتوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ کیا کبھی تجارتی مقابلہ بھی کیا ہے۔ جسے کہ اہل یورپ قوموں کی ترقی اور تنزل کا مدار سمجھتے ہیں

اگر مسلمان دیگر اقوام ہند کے دوش بدوش ترقی کرنا چاہتے ہیں۔ تو ان کو اپنی تجارتی کمزوری کے رفع کرنے کے لئے تمام ملک میں تجارتی اتحاد کی بنیاد ڈالنی چاہئے۔ اس اتحاد کے مختصراً یہ فرائض ہوں

۱۔ شہر کے دکانداروں کی مردم شماری کرنا۔
۲۔ مسلمانوں کو تجارت کی طرف راغب کرنا۔
۳۔ تجارت کے خواہاں مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کرنا۔
۴۔ نئے دکانداروں کی تجارت کو وسعت دینا۔
۵۔ مسلمانوں کو اپنی ضروریات آپ مہیا کرنے کی طرف توجہ دلانا۔
۶۔ مسلمان دکانداروں کی پنچایتیں قائم کرنا۔
۷۔ تجارت کے لئے مقامی کمیٹیوں کے ماتحت سرمایہ فراہم کرنا۔

اگر مسلمان اس قسم کا کوئی اتحاد قائم کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ تو یہ ایک بہت بڑی بات ہوگی یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ جلد یا بدیر مسلمانوں کو یہ تدبیر اختیار ضرور کرنا پڑے گی۔ بشرطیکہ تازہ حوادث عظیم کے بعد احساس زندگی ان میں پیدا ہوگیا ہو۔ اور وہ ایک کامیاب اور شریفانہ زندگی بسر کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہوں۔ ملتان میں مسلمانوں کی آنکھیں حادثہ ملتان کے بعد کھلیں۔ اور امرت سر میں بھی فساد کے بعد

اُن کو ہوش آیا ہے۔ لیکن کیا ان کی یہ بیداری مستقل اور پائدار ہوگی؟ جو قومیں اپنی ترقی کے لیئے اس قسم کے واقعات کی منتظر رہتی ہیں۔ ان کا ٹھکانہ سطح زمین پر نہیں۔ بلکہ قعر سمندر میں ہے۔ دور اندیش قومیں حوادث کے انتظار میں نہیں رہتیں۔ لیکن جب کوئی حادثہ ایک دفعہ قدرت خدا سے پیش آئے۔ تو وہ اس سے پورا پورا فائدہ اٹھاتی ہیں۔ ہماری ناچیز رائے میں ملتان اور امرتسر کے واقعات کم از کم مسلمانان پنجاب کی آنکھیں کھول دینے کے لیئے کافی ہونے چاہئیں۔ اور ان کو ہر دو مقامات کے مسلمانوں کی بیچارگی و بے بسی سے جو یقینًا تجارت کی طرف سے اُن کی مسلمہ غفلت و سہل انگاری کا نتیجہ ہے سبق سیکھنا چاہئیے۔ مبادا کہ ہی روز بد ان کو بھی دیکھنا پڑے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر اس قسم کا تجارتی اتحاد جیسا کہ سطور بالا میں پیش کیا گیا۔ سردست مشکل ہو تو ہر شہر اور قصبہ کے مسلمانوں کو اپنا تجارتی اتحاد قائم کرنا چاہئیے۔ مسلمانوں کو یہ سمجھ لینا چاہئیے۔ کہ قومیں تجارت ہی سے بنتی ہیں۔ ہندوؤں کی طاقت کا راز تجارت ہی میں مضمر ہے۔ اسی کے بل پر وہ تعلیم میں ترقی کر رہے ہیں۔ اسی کے زور سے وہ فتنہ ارتداد کو ترقی دے رہے ہیں۔ اور اسی کی بدولت وہ زندگی کے دیگر شعبوں میں بسرعت ترقی کر رہے ہیں مسلمانوں کو بھی اس طرف پوری توجہ کرنی لازم ہے۔ اور اگر ان میں حوادث زمانہ سے کچھ احساس پیدا ہوا ہے تو اسے ترقی دینی چاہئیے۔

ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ناظرین کرام اس ضروری تجویز پر اپنے اپنے حلقوں میں غور کریں گے۔ اور وہ مشکلات سے نکلنے کے لیئے اس کو عملی لباس پہنانے کی کوشش کریں گے + (وکیل ۱۸ مئی)

آریہ

میٹھے بھی ہو کے آخر نشتر ہی میں چبا ہے

ان تیرہ باطنوں کے دل میں دغا ہی ہے

نارتھ ویسٹرن ریلوے

نوٹس

میسرز رام داس اگروال اینڈ برادرس لاہور کو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ وہ لکڑی کے بیکار سلیپروں اور ان کے ٹکڑوں کی ایک بڑی تعداد کو جو سیالکوٹ سٹیشن پر پڑے ہیں بتاریخ ۲۱ر جون ۱۹۲۳ء بروز جمعرات ساڑھے سات بجے صبح نیلام عام کے ذریعہ فروخت کریں۔ فروخت کے قواعد و شرائط نیلام کے وقت مشتہر کیئے جائینگے۔

دفتر صاحب کنٹرولر آف سٹورز مغلپورہ (لاہور) مورخہ ۲۹ر مئی ۱۹۲۳ء

سی۔ ایف۔ لینجر
کنٹرولر آف سٹورز
نارتھ ویسٹرن ریلوے

سب سے بڑی نعمت

احمدیت سب سے بڑی نعمت ہے جب خدا کے فضل سے یہ حاصل ہو جائے تو سب سے زیادہ آرزو یہ ہوتی ہے کہ میرا فلاں دوست احمدی ہو جائے اور اس غرض کو پورا کرنے کیلیئے اگر سلسلہ احمدیہ کی تمام کتابیں اسکو پڑھنے کیواسطے دیدیں تو ایک سعید روح فرد اس سے مستفید ہو کر احمدی ہو جاتا ہے۔ مگر یہ بڑی مشکل بات ہے۔ کہ ہر احمدی کے پاس تمام کتابوں کے اسقدر نسخے ہر وقت موجود رہیں کہ وہ ہر شخص کو کتابیں دیسکے اور ایسا ممکن بھی ہو تو پھر ہر شخص ان تمام کتابوں کے انبار کو پڑھنا کسطرح گوارا کریگا۔ اس لیئے اس کا علاج یہ ہے کہ آپ ایک جلد کتاب محقق منگوا لیجیئے جس میں صداقت احمدیت پر ۱۴۳ دلائل دیئے ہیں۔ اور اس کی تردید لکھنے والیکو ۱۴۳ روپیہ انعام بھی مقرر ہے۔ یہ کتاب سلسلہ احمدیہ کی تمام کتابوں کا عطر ہے۔ جیبی تقطیع اور قریبًا ۲۰۰ سو صفحہ ہیں تاکہ ہر وقت ہر احمدی کی جیب میں رہ سکے اس کے ذریعہ مناظرہ کیجیئے۔ تبلیغ کیجیئے۔ اور جسکو دل چاہے تحفہ دیجیئے الغرض دشمنان احمدیت پر گولہ باری کرنے کے لئے پورا میگزین اسمیں موجود ہے۔ جس کے پاس یہ کتاب موجود ہوگی وہ مخفا والعرد نیا

اخبار مصر

۱۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے دو ایسے آدمیوں کا جماعت میں اضافہ ہوا ہے۔ جو کہ ایک تو مال کے لحاظ سے بڑا آدمی ہے۔ اور دوسرا علم کے لحاظ سے۔

پہلے صاحب۔ صاحب العزۃ وسیم فکری بے ہیں جو کہ بے ہیں۔ اور یہاں کے امراء سے ہیں۔ دوسرے صاحب عبد المجید آفندی کامل ہیں جنہوں نے سیاحت عالم کی ہے۔ اور اس کے علاوہ وہ کہنہ مشق اخبار نویس ہیں۔ اور زبردست مؤرخ ہیں۔ عمدہ لیکچرار اور مصنف بھی ہیں۔ عربی کے سوا پانچ زبانوں کو عمدگی سے جانتے ہیں۔ پس یہ خدا کا فضل ہے۔ کہ وہ ایسے لوگ ہم میں پیدا کر رہا ہے۔

۲۔ بعض لوگ سلسلہ کے بہت قریب ہیں وہ دن دور نہیں۔ جبکہ یہاں کی جماعت ایک بڑی جماعت ہو جائیگی۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

۳۔ میری اور اخویم شیخ محمد سعید صاحب کی صحت اچھی ہے۔ اخی مذکور آجکل بغرض تبدیل آب و ہوا مصر جدید میں مقیم ہیں۔ تاہم تقریباً روزانہ یہاں تشریف لے آتے ہیں مصر جدید یہاں سے ٹرام میں ایک گھنٹہ کا راستہ ہے۔

۴۔ ایک عربی رسالہ **البشریٰ** کے اجراء کے لئے ڈیکلریشن دیدیا گیا ہے۔ الحمد للہ علی ذالک یہ رسالہ تمام بلاد عربیہ میں تبلیغ کا واحد ذریعہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

۵۔ مصری مطلع سیاست آجکل قریباً صاف ہو گیا ہے بادشاہ کی طرف سے ایک دستور یا آئین شائع کیا گیا ہے۔ جس سے مصری لوگ خوش ہیں۔ جدید وزارت سے ملک کے لوگ خوش ہیں۔ کہ اسی کے زمانہ میں سہ باشار ہا ہوا ہے۔ اور اس کے زمانہ میں دستور نکلا۔ ابھی اور بھی امیدیں وزارت سے بندھی ہوئی ہیں۔

۶۔ لارڈ کارنارفون جس نے مصر کے پرانے بادشاہ کے مقبرے کا انکشاف کیا۔ مر گیا ہے۔ افسوس یہ ہے کہ اس کے ساتھ ہی بہت سی تاریخی باتیں مر گئیں۔ اس کی لاش کو انگلستان لے گئے۔

(مجاہد مصری)

فیروزپور میں مسلمانوں کے اشدھ ہونے کی حقیقت

آریہ سماج کیا کر رہی ہے

اللہ رحم کرے۔ آریہ سماجیوں کے حال پر۔ آجکل اشدھی کے نشہ نے ان کے دماغوں کو ایسا پریشان کر رکھا ہے کہ اپنے عقائد باطلہ کی اشاعت کے لئے اس قدر علانیہ طور پر جھوٹ فریب اور دھوکہ بازی سے کام لے رہے ہیں۔ کہ گویا ان کے مذہب کا سارا دار و مدار محض ان مخرب اخلاق باتوں پر ہی رہ گیا ہے۔ مثال کے طور پر شہر فیروز پور میں ہفتہ کے دن مورخہ ۲۶ رمئی ۱۹۲۳ء کو رات کے دس بجے کے قریب ایک عام منادی کرائی گئی کہ کل صبح (یعنی اتوار کے دن) سات بجے کے قریب فلاں سماج مندر میں اڑھائی تین سو مسلمانوں کو آریہ بنایا جائیگا۔ یہ اعلان سنکر مسلمانوں کو قدرتاً تشویش ہوئی۔ چنانچہ ہم نے اگلے دن نماز فجر سے فارغ ہوتے ہی سب سے پہلے اشدھ ہونے والوں کی اصل حقیقت معلوم کرنے پر اپنے چند دوستوں کو متعین کیا۔ تو معلوم ہوا کہ اشدھ ہونے والے صرف چند اچھوت ہنود ہیں۔ جو کھٹیک کہلاتے ہیں۔ اور ہنود سوسائٹی میں عام طور پر چماروں کے برابر سمجھے جاتے ہیں۔ اور ان میں ایک شخص بھی ایسا نہیں جو مسلمان کہلاتا ہو۔ یا جس نے اپنی تمام عمر میں کبھی مسلمان کہلایا ہو۔ اور مزید تحقیقات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ بیچارے اشدھ ہونے والوں کو آریوں کے مایہ ناز مگر حیا سوز مسئلہ نیوگ کے متعلق بھی دھوکہ میں رکھا گیا ہے۔ یعنی ان کو یہ بتایا گیا ہے کہ یہ گندہ مسئلہ آریہ سماج کا نہیں۔ بلکہ دیو سماج کا ہے۔ اور پھر بعد میں اشدھی کے وقت ہمارے دوستوں نے اشدھ ہونے والوں کی تعداد شمار کی تو بجائے اڑھائی تین سو کے وہ لوگ صرف ۳۳ بالغ اور ۱۱ نابالغ میزان کل ۴۴ نفوس تھے۔ ہاں البتہ آریہ سماج کے پردھان جی نے وہاں یہ اعلان ضرور کیا۔ کہ یہ پچاس ساٹھ نفوس جو اشدھی ہونے کے لئے ہمارے سامنے بیٹھے ہیں۔ دراصل ان کی تعداد تین سو کے قریب ہے۔ آپ کی یہ بات ہمارے دوستوں کی سمجھ میں بالکل نہیں آسکی شکر ہے پردھان جی نے اس کے ساتھ ہی یہ نہ کہدیا کہ یہ لوگ دراصل ہندو ہیں۔ مگر چونکہ بدولت منادی میں انہیں مسلمان کہہ چکے ہیں۔ لہذا یہ مسلمان ہی ہیں۔ تاکہ منادی میں جس جس باتوں کا اعلان تھا ان دونوں کو سچا ثابت کیا جائے۔

ایک اور بات جو قابل ذکر ہے۔ وہ یہ ہے کہ عموماً جن لوگوں کو اشدھ کیا جاتا ہے۔ ان کے ہاتھ سے پرانے اور خاندانی ہندو مردوں عورتوں کو حلوہ یا اور کوئی خوردنی شے کھلوائی جایا کرتی ہے۔ مگر ہمارے احباب نے کل کی مجلس میں اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جن لوگوں کو حلوا دیا گیا تھا ان میں سے صرف خال خال نے کھایا۔ باقیوں نے لیکر آگے پیچھے کر دیا۔ اور عورتیں تو اس کو ہاتھ لگانے سے بھی سخت جھجکتی تھیں چنانچہ صرف ایک دیوی نے حوصلہ کر کے ہاتھ آگے بڑھایا اسپر سماجک دور اندیشی نے فوراً پردہ ڈالنا چاہا۔ مگر افسوس کہ یہ تدبیر کارگر نہ ہوئی۔

اشدھ شدہ لوگوں کو یہ بھی کہا گیا کہ تم اپنا موجودہ پیشہ برابر کئے جاؤ۔ آئندہ کے لئے تم ہمارے بھائی ہو۔

اشد ضروری

تین تین ماہ کے لئے زندگیاں وقف کرنے والے تمام احباب میں سے جو احباب ۲۰ رجون تک آگرہ جانے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں۔ وہ بواپسی ڈاک "دفتر انسداد ارتداد قادیان" میں اطلاع دیں۔

تمہارے ہر رنج و راحت میں ہم لوگ شریک ہوں گے ان لوگوں کی اپنی زبانی جس چیز نے ان کو اشدھی ہونے پر مجبور کیا وہ صرف یہ ہے۔ کہ ان کو پانی بھرنے میں سخت مصیبت کا سامنا تھا۔ کیونکہ ہندو لوگ اپنے کنووں پر انہیں چڑھنے نہیں دیتے تھے۔ اب دیکھئے کہ آیا یہ تکلیف رفع ہو جائیگی۔ یا ہندو پبلک اب بھی ان کے کنوؤں پر چڑھنے میں مزاحم ہوگی۔

محمد امیر عفا عنہ جنرل سکرٹری جماعت احمدیہ ضلع فیروزپور

علاقہ متعلقہ

نے ان کی چال بازیوں کے باوجود اپنے فضل سے بہت سے لوگوں کو توبہ کرنے کی توفیق دی۔

تمام مسلمانوں کو عموماً اور مسلم راجپوتوں کو خصوصاً مبارک ہو کہ ان کے بچھڑے ہوئے بھائی پھر مل گئے۔

امید ہے کہ خدا کے فضل سے باقیماندہ لوگ بھی بہت جلد واپس آکر اپنی مسلمان برادری سے ملجاوینگے اور آریوں کے فریب کا تار و پود عنقریب مکمل طور پر ٹوٹ جائیگا۔ (انشاء اللہ العزیز)

موضع چارلی گنج کے تمام و اکرن کے ۳۲ ملکانہ خاندان شدھی سے تائب ہو کر دوبارہ مسلمان ہوگئے

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور مبلغین جماعت احمدیہ قادیان کی تبلیغی کوششوں کے نتیجہ میں ۳۰ مئی ۱۹۲۳ء کو موضع چارلی گنج کے تمام کے تمام لوگوں نے اور اکرن کے ۳۲ خاندانوں نے جناب چودھری فتح محمد خاں صاحب ایم اے امیر وفد المجاہدین جماعت احمدیہ قادیان کے ہاتھ پر ارتداد سے توبہ کی۔ جناب چودھری صاحب نے ابتداء میں مختصر سی تقریر فرمائی۔ جس میں دوسرے مذاہب پر اسلام کی فضیلت ثابت کی۔ اس کے بعد توبہ کرنیوالوں کو کلمہ شہادت پڑھایا۔ اور ہر ایک سے اپنے ہاتھ میں ہاتھ لیکر اقرار لیا۔ کہ میں مسلمان رہوں گا۔ اور اسلام کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرتا رہونگا۔ اس خوشی میں دعوت کا بھی انتظام تھا۔ جیسے خود مسلم راجپوتوں نے کیا۔ اور کھانا کھاتے ہوئے سب نے مسلمان سقوں کی مشکوں سے پانی پیا۔ اس موقع پر خاصہ مجمع تھا۔ جس میں ساندھن اور سینگچہ وغیرہ دیہات کے مسلمان راجپوت بھی موجود تھے۔

اکرن اور چارلی گنج وہ گاؤں ہیں۔ جہاں کے لوگوں کو مرتد کرلینے پر آریوں کو بڑا فخر اور ناز تھا۔ لیکن خدا

انجمن ہائے احمدیہ کے سکرٹری صاحبان جہاں توجہ فرمائیں

زندگیاں وقف کرنے والے احباب کے متعلق جو نوٹ اخبار کے صفحہ الا پر شائع ہوا ہے۔ ممکن ہے کہ اس سے تمام وقف کنندگان آگاہ نہ ہوسکیں لہٰذا ان کو اس اعلان سے آگاہ کرنے کے لئے تمام سکرٹری صاحبان کا فرض ہے کہ وہ اپنی تمام جماعت کو یہ نوٹ سنا دیں۔ اور پھر خود بھی وقف کنندوں سے معلوم کرکے ہمیں اطلاع دیں۔ کہ ان میں سے کون کون ۲۰ رجون کو آگرہ جا سکتے ہیں۔ یاد رہے کہ کسی وقف کنندہ کو خود بخود نہیں جانا چاہئیے۔ بلکہ جسکو ہم لکھیں وہ جائے۔

(نائب ناظر انسداد ارتداد قادیان)

خاکسار

عبد المغنی خاں نائب امیر احمدیہ وفد المجاہدین قادیان دار التبلیغ احمدیہ گوالیار روڈ کوٹھی نمبر ۱۶ اے آگرہ ۳۱ مئی ۱۹۲۳ء

ہمارے وفد المجاہدین کا نیا مکان

ہمارے مجاہدین نے آگرہ میں اپنا مکان بدل لیا ہے۔ چنانچہ ان کا موجودہ پتہ یہ ہے۔

احمدی وفد المجاہدین گوالیار روڈ کوٹھی نمبر ۱۶ اے آگرہ

دشمن کا تازہ حملہ اسلام پر
وقت الدعا

۳ رجون ۱۹۲۳ء

درس کے بعد امام السلام نے فرمایا۔

وہ گاؤں جو اسلام میں واپس آیا ہے۔ اور بعد میں جس کے متعلق اطلاع آئی تھی۔ کہ ستیاناس نے وہاں لوگوں کو تنگ کرنا شروع کیا ہے۔ آج اس کے متعلق آگرہ سے تفصیل پہنچی ہے۔ کہ وہاں پولیس آئی۔ اور اس نے ان لوگوں پر زور ڈالکر اس قسم کے اقرار نامے لکھوانے شروع کئے ہیں۔ کہ ان کو جبراً مسلمان بنایا گیا ہے۔ ان میں سے ایک حصہ نے جبر سے مجبور ہوکر دستخط بھی کر دئے ہیں۔ اور باقی اس وقت تک اسلام پر قائم ہیں۔ یہاں سے آدمی بھیجے گئے ہیں۔ گو گورنمنٹ کے ہم سچے دل سے خیر خواہ ہیں۔ مگر ہمارے پاس اس قسم کے سامان نہیں۔ جو ہم دوسروں کی طرح اس کی مدد کرسکیں۔ اس لئے گورنمنٹ بھی اس فتنہ میں کچھ نہیں کرسکتی۔ ہمارے پاس ظاہری سامان بھی نہیں۔ نہ گورنمنٹ کی غیر معمولی تائید۔ کہ ہم اس فتنہ کو ٹلائیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے ہی دعا کرنی چاہئیے۔ کہ وہ اس فتنہ کو دور کرے۔ جو اسلام کی راہ میں کھڑا ہوا ہے۔ ہم اپنے ذات کے لئے اور اپنے نفس کے لئے بڑائی نہیں چاہتے۔ ہاں یہ چاہتے ہیں۔ کہ خدا اپنے دین اسلام کی راہ سے مشکلات کو دور فرمائے۔ گو اس وقت دنیا باساز و سامان دنیا اسلام کی مخالفت پر آمادہ ہے۔ مگر جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے پیشگوئی فرمائی ہے۔ وہ زمانہ آئیگا۔ کہ دنیا میں اسلام ہی اسلام ہوگا۔ اور باقی مذاہب چوڑھے اور چماروں کی طرح ہوں گے۔ پس ہمیں دعائیں کرنی چاہئیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اسلام کی راہ سے ان مشکلات کو دور فرمائے اور ہمیں اخلاص عطا فرمائے۔

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)